www.urduchannel.in

غزل

مجروح سلطان پوری

اردو چینل
www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

غزل

مجروح سلطانپوری

ناشر
حسامی بک ڈپو، مچھلی کمان، حیدرآباد

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

چھٹی بار
ڈسمبر ۱۹۸۲ء
خوشنویسی
سلام خوشنویس

قیمت پندرہ روپے

ناشر
حسامی بک ڈپو
مچھلی کمان، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۲

مطبع
گولڈن پریس، گولی گوڑہ، حیدرآباد

www.urduchannel.in

مجروح سلطانپوری

سجیلا غزل گو

مجروح سلطانپوری غزل کے قتیل ہیں۔ حق یہ ہے کہ وہ دورِ حاضر میں ان جیسا سجیلا اور طرح دار غزل گو نہیں ہے۔ انھوں نے غزل کو سیاسی رمزیت ہی نہیں ترقی پسند جہت سے روشناس کیا' دو چار براہ راست قسم کے شعر بھی کہہ ڈالے[1] اور ان کو لے کر ایسا ہنگامہ مچا کہ ان کی غزل کی طرحداری اور سجیلاپن اس شور میں دب گیا۔

دراصل مجروح کے سامنے ایک نئی للکار تھی۔ جدید غزل جدید دور کے تقاضوں کو پورا کر سکتی ہے؟ مخالفین کا اصرار تھا کہ اول تو غزل کی ریزہ خیالی حائل ہوگی۔ دوسرے اس کی مخصوص لفظیات اور علامتوں پر جاگیردارانہ نظام کی چھاپ لگی ہے دورِ عصرِ حاضر کی انقلابی حسیت کو اپنانے میں مانع ہوگی۔ تیسرے قافیے ردیف کی مجبوریاں راہ روکیں گی۔ مجروح نے ان سب دشمنوں کو آنکھیں کھول کر تسلیم کیا' اور نباہ دیا اور اس طرح نباہا کہ غزل کی لفظیات کو نئی تہہ داری اور رمزیت ملی اور غزل کو نئی سجاوٹ اور وقار۔

مجروح کے اس کارنامے کے سلسلے دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ مجروح سمجھ کے شاعر ہیں پڑھنا (بلند) کہا یہ بھی جاتا ہے کہ آخر دور میں جگر نے جو سیاسی رمزیت کا انداز غزل میں اپنایا اس کی تحریک انھیں مجروح کی غزل کے تیز آہنگ سے ملی تھی۔

---

[1] مثلاً اس طرح کا مصرعہ ؎ بنگال کی بیٹی سنتا ہے سسکتی ہوئی بلکتی ہوئی ہمایوں

جذبی[1] غزل میں سیاسی رمزیت کو سمو رہے تھے' پھر فیض کی غزل آئی ـــــ مگر یہ ذکر بعد میں!

مجروح نے غزل میں جن تقاضوں کو برتا' دراصل وہ تقاضے تھے کیا؟ ترقی پسند تحریک شاعری سے کس قسم کے تقاضے کر رہی تھی اور ترقی پسندی کی پہچان کیا تھی؟ سوال خاصا اُلجھا ہوا ہے' مگر بنیادی مسئلہ ان تقاضوں کی شناخت ہی کا ہے۔ ترقی پسند تحریک کے بعض علم بردار ترقی پسندی کی پہچان سمجھتے تھے:-

(۱) براہ راست (خطیبانہ یا بیانیہ) انداز کو۔

(۲) ہنگامی سیاست کے موضوعات پر اظہارِ خیال یا ان کے ذکر اور ان کے بارے میں پیغام عمل کو (یعنی ان کا تعلق ترقی پسند فکر کے بجائے وسیع تر حکمتِ عملی (STRATEGY) اور وقتی طریقِ کار (TACTICS) سے تھا)۔

(۳) بعض موضوعات کے اُصنات کے دُھرانے کو۔

اگر ترقی پسندی کی یہی پہچان ہے (اور بہتوں بعض نقادوں کو اسی پر اصرار رہا) تو غزل تو کیا کسی بھی تخلیقی فن پارے میں اُسے پوری طرح برتنا اور برتتے رہنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ کیونکہ اس خانوادے میں فکر کا عنصر دبا ہوا ہے۔ داخلی احساس اور نجی تاثر کی گنجائش نہ ہونے کے برابر ہے اور شعری حسن کی لطیف رمزیت ناپید ہے۔

اس کے مقابلے میں اگر ترقی پسندی نام ہے براہ راست یا بالواسطہ رمزیہ یا علامتیہ انداز میں:-

(۱) فکر و احساس کے ایسے اظہار کا جو انسان میں سماجی تبدیلی کی خواہش پیدا کرے اور

(۲) زندگی اور کائنات کی طرف صحت مند رویہ پیدا کرے۔

تو یقیناً یہ ترقی پسندی وسیع تر آگہی سے عبارت ہوگی۔ صرف قحطِ بنگال یا جدید نام کے موضوع پر مشقِ سخن کافی نہیں۔ سوال یہ ہے کہ کسی شاعر یا ادیب کی تخلیقات سے جو مجموعی تصورِ حیات اُبھرتا ہے وہ حیاتِ فریبِ یا زہرِ قاتل اور یہی مجموعی نظریہ حیات یا زندگی کی طرف رویہ کسی فن کار کی عظمت کی پہچان ہے۔

ہر دور اپنا نظریہ ساتھ لاتا ہے۔ یہ نظریہ زمانے کے تقاضوں کے ساتھ بدلتا رہتا ہے اور نئی قدروں میں ڈھلتا رہتا ہے فکر بہ درجۂ کایہ عمل جاری رہتا ہے۔ غزل نجی تجربے کے معاً بعد داخلی تاثر کی شکل میں پیش کرتی ہے۔ وہ محض تجربے کو بیان نہیں کرتی' اس تجربے سے حاصل شدہ تاثر کی مرکزی کیفیت کو پیش کرتی ہے۔ اس لئے شاعر کسی نظریے کو جب تک تجربے میں اور پھر تجربے سے حاصل ہونے

---

[1] ان بحثوں کی جھلکیاں ہم نور بجنوری ـــ جن کا حلقہ نشین قریب ہے

www.urduchannel.in

والی نجی تاثر کی کیفیت میں نہ ڈھالے غزل میں اسے پیش نہیں کر سکتا۔ ایک بار یہ عمل ہوئے تو پھر غزل کی محض لفظیات خارج نہیں ہوتیں بلکہ ان کی توسیع ہوتی جاتی ہے اور رمز و ایما نئے معنی حاصل کرتے جاتے ہیں۔ لیکن اگر یہ نظریہ نہ بنا' یا تجربہ نجی تاثر کی کیفیت میں نہ ڈھلا تو وہ ادھ کچرا رہے گا اور غزل میں یہ چور صاف پکڑا جائے گا۔

مجروح نے اس چیلنج کو قبول کیا۔ کم گو شاعر ہیں کم لکھتے ہیں اور اس سے بھی کم چھپواتے ہیں۔ اس لیے اپنے منتخب کلام میں جہاں وہ اس مہم میں کامیاب ہوئے ہیں وہاں ان کے شعر بے پناہ ہیں۔ اور وہی نئی غزل کی یادگار بلندیوں کے نشان کے طور پر یاد رکھے جانے کے قابل ہیں۔

مجروح سلطانپوری نے نظم اور گیت کے شاعر کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ "گائے جا پیہے گائے جا" اور "کیا جانے مجھے کیا یاد آیا" متعدد مشاعروں میں مقبول ہوئے۔ طب میں دستگاہ حاصل کی' طبیب تھے اور خاصے کامیاب طبیب۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی کی وساطت سے علی گڑھ' اور جگر مرادآبادی کی وساطت سے بمبئی کی فلمی دنیا تک پہنچے۔ ۱۹۴۴ء میں فلم "شاہجہاں" میں کے۔ ایل سہگل مرحوم' مجروح سلطانپوری کے گیت اور غزلیں گا رہے تھے۔ "جب دل ہی ٹوٹ گیا" رشید احمد صدیقی' جگر مرادآبادی اور سہگل تینوں غزل کے دلدادہ بلکہ پرستار۔ جگر بمبئی ترقی پسندوں کا مرکز' انقلابی محنت کشوں کا گہوارہ۔ اور اسی دوراہے پر مجروح کو غزل کا نیا آہنگ ملا۔

مجروح عربی مدارس کے فارغ التحصیل ہیں' انگریزی نہیں جانتے مگر مارکسی نظریے تک ان کی رسائی ترقی پسند تحریک کی راہ سے ہوئی اور اس نظریاتی صداقت نے مجروح کی غزل کو نئی آگہی بخشی۔ مگر اس منزل تک پہنچنے سے پہلے بھی کئی منزلیں تھیں۔

مجروح غزل میں کلاسیکی آئین و آداب کے قائل ہیں۔ نغمگی اور مرقع سازی ان کا فن ہے اور اس کے لئے ساز و برگ و روایت کے سبھی نقش و نگار سے حاصل کرتے ہیں۔ اسی لئے سجاوٹ ان کی غزلوں میں محض ترکیب یا تشبیہ سازی سے عبارت نہیں بلکہ سہیلے پن اور البیلے پن کا نام ہے۔ پہلے ایک نظر ان کی عشقیہ شاعری پر ڈال لیں۔ پہلے جمال کا ایک منظر:

اس نظر کے اٹھنے میں اس نظر کے جھکنے میں — نغمۂ سحر بھی ہے آہِ صبح گاہی بھی
دور دور وہ مجھ سے اس طرح خراماں ہے — ہر قدم ہے نقشِ دل ہر نگہ رگِ جاں ہے
میرے شکوۂ غم سے عالمِ ندامت ہے — اس لبِ تبسم پر شمع سی فروزاں ہے
جمالِ صبح دیا روئے نوبہار دیا — مری نگاہ بھی دیتا خدا حسینوں کو

یہ سبھی اشعار مرکب تصویروں سے عبارت ہیں۔ ان میں کہیں آلودگی کا کوئی پرتو نہیں ہے۔ جمالیاتی انبساط معروضی انداز ہے' جہاں حسن کے اس جمالیاتی پیکر سے مجروح تعلق قائم کرتے ہیں وہاں بھی ربودگی کے باوجود ایک باوقار فاصلہ باقی رہتا ہے جو ان کی غزل کو سنبھالے رکھتا ہے' اور سرمستی کے باوجود آلودہ نہیں ہونے دیتا۔

یہ نیازِ غم خواری' یہ شکستِ دل داری — بس نوازشِ جاناں' دل بہت پریشاں ہے
دلِ سادہ نہ سمجھا ماسوائے پاکِ دامانی — نگاہِ یار کہتی ہے کوئی افسانہ برسوں سے
وہ بعدِ عرضِ مطلب ہائے رے شوقِ جواب اپنا — کہ وہ خاموش تھے اور کتنی آوازیں سنیں میں نے
وہ لجائے میرے سوال پر کہ اٹھا سکے نہ جھکا کے سر — اڑی زلف چہرے پہ اس طرح کہ شبوں کے راز مچل گئے
سرخیِ مے کم تھی میں نے چھو لیے ساقی کے ہونٹ — سر جھکا ہے جو بھی اب اربابِ مے خانہ کہیں

یہ تہذیبِ رسمِ عاشقی' یہ باوقار سرشاری' مجروح کی عشقیہ شاعری کی پہچان ہے۔ یہاں لذت پرستی اور ذات اہم نہیں وقارِ حسن اور جمال کی روشنی اہم ہے۔ یہ انسانی تعلقات کا ایک لطیف مرحلہ ہے جسے مجروح مرقع ساز اشعار میں بیان کرتے ہیں۔

یہاں مجروح کی غزل کی اس مرقع ساز کیفیت کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے جو ان کی غزل کی پہچان بن گئی ہے۔ اس مرقع سازی کو وہ کبھی صرف بول چال کے لہجے سے مکمل کرتے ہیں (بس نوازشِ جاناں' دل بہت پریشاں ہے یا سر جھکا ہے جو بھی اب اربابِ مے خانہ کہیں) کبھی بے ساختہ کسی ایسے منظر کی تصویر کھینچ دیتے ہیں جو پڑھنے والے کو مصوری کا لطف دے جاتا ہے' مثلاً "اڑی زلف چہرے پہ اس طرح کہ شبوں کے راز مچل گئے ——— یا

بس پھیر کے منہ خارِ قدم کھینچ رہے تھے — دیکھا تو نہاں قافلۂ ہم سفراں ہے

عشقیہ شاعری پر اس گفتگو سے واضح ہوا ہوگا کہ مجروح نجی احساسات اور ذاتی تجربات کو بھی جہاں تک ممکن ہو آلودگی سے پاک کر کے معروضی انداز سے نظم کرنے کے قائل ہیں اور نظم کرنے کے سلسلے میں لفظوں اور حرفوں کے صوتی آہنگ کی جھنکار اور پے در پے تصاویر کی مدد سے مرقع سازی اور لہجہ بندی ان کے اسلوب کی خصوصیات ہیں۔

ان خصوصیات کو مجروح نے اپنی غیر عشقیہ شاعری میں بھی بڑی کامیابی سے برتا ہے۔ یہ کام آسان نہیں۔ عشقیہ مضامین کی ربودگی اور کیفیت آفرینی غیر عشقیہ مضامین میں پیدا ہونی مشکل ہے۔ عام طور پر غیر عشقیہ مضامین احساسات کو اس قدر گہرائی سے نہیں چھوتے کہ دل میں اتر جائیں اور احساس کا ایسا حصہ بن جائیں کہ شعر میں واردات قلبی کے طور پر در آئیں۔ پھر اس قسم کے مضامین خواہ وہ واقعات سے متعلق ہوں یا نظریات سے۔ قارئین اور شاعر کے درمیان عشقیہ مضامین کی طرح مشترک نہیں ہوتے اور اسی لئے ان کے ردِ عمل اور ان سے پیدا ہونے والی کیفیات بھی یکساں طور پر قابلِ قبول نہیں ہوتیں۔ اسی لیے ان کا شعری اظہار بھی دشوار ہے۔ اور پھر اس شعری اظہار کی جمالیاتی ترسیل دشوار تر۔

www.urduchannel.in

آخر وہ کون سے تصورات اور کیفیات ہیں جن کی ترسیل مجروح سلطانپوری کی غزلوں کا امتیاز بنتی ہے؟ سب سے پہلے حیات اور کائنات کے تسلسل کا احساس اور تاریخی قوتوں کی کارفرمائی کا تصور جسے مارکس کی مادی جدلیت نے بڑی وضاحت سے پیش کیا۔ اس تصور نے انسانی زندگی اور سماج کو کسی ماورائی طاقت کی دین قرار دینے کے بجائے ایک مادی تسلسل اور ایک تاریخی ربط دے دیا۔ ظاہر ہے یہاں زندگی سے مراد انفرادی نہیں اجتماعی زندگی ہے جسے اقبال نے "ساقی نامہ" میں گلوں کو ایک شاخ سے ٹوٹتے رہنے اور اسی شاخ سے پھوٹتے رہنے سے تعبیر کیا تھا۔ مجروح نے انسانی زندگی کے مادی تسلسل کے مضمون کو جا بجا شعریت سے غزل میں نظم کیا ہے ؎

مرے پیچھے یہ تو محال ہے کہ زمانہ گرمِ سفر نہ ہو — کہ نہیں مرا کوئی نقشِ پا جو چراغِ راہگزر نہ ہو
ترے آستیں پہ لگے ہیں کیا مرے طاق پہ تجھے کیا پتا — کوئی بجھ سے جل کے ہے جاگ رہی دمِ صبح تجھ کو خبر نہ ہو
نہ دکھیں دیر و حرم سوئے رہروانِ حیات — یہ قافلے تو نہ جانے کہاں قیام کریں
گنہگار سے بچی ہے اپنی ہی صدا مجروح — مسجدوں میں کی ہیں لے جا کے دادخواہی بھی
مرے عہد میں نہیں ہے یہ نشانِ سربلندی — یہ سرکے جھکے جھکے یہ ملے ملے سے کلاہیں

دوسرا اہم مضمون عظمتِ انسان کا ہے جو تاریخ شعور سے پیدا ہوا ہے۔ یہاں چند بنیادی نکتے یہ خیال ہے کہ انسان مادی حالات سے بندھا ہوا ہے مگر ان حالات کی حدبندی میں رہ کر وہ اپنی تقدیر خود بنا بھی سکتا ہے اور تاریخی جدلیت کے قانون کے مطابق مستقبل وہ ہے کچلے محنت کش طبقوں اور ان کے حامیتوں ہی کا ہے۔ اہل اقتدار جیسے استیداد کے کتنے ہی حربے کیوں نہ آزمائیں لیکن تاریخی قوتیں محنت کش کے حق میں ہیں اور ان کی فتح لازمی ہے اگر اس فتح تک پہنچنے کا راستہ سخت اور دشوار گزار ہے۔ اور اس راہ کے مصائب بے شمار اور بے انتہا ہیں۔ لیکن جو اس راہ میں قدم رکھتے ہیں ان کی حق گوئی اور پامردی تاریخی قوتوں سے ہم آہنگ ہونے کے سبب سے اجتماعی استناد حاصل کرتی ہے اور لوگ ساتھ آتے جاتے ہیں کارواں بنتا جاتا ہے اور اس راہ کے مصائب میں تاریخ کا شعور رکھنے والے اپنی لگن کی گرمی قائم رکھتے ہیں۔ ان کے دکھ ہی ان کے راہنما ہیں۔ وہ حال کے اندھیروں میں بھی مستقبل کے اُجالے پر نظر جمائے رکھتے ہیں۔ اب ان مضامین کو مجروح کی غزل کے آئینے میں دیکھئے:

ہم ہیں کہ ہم پہ بُت خانہ ہیں کائنات — ہو سکے تو خود کو بھی اک بار سجدہ کیجئے
ساز اُٹھایا جب وہ گاتے رہے دردوں کے دل — جام ہاتھ آیا تو مہر و مہ کے ہمانے ہوئے
شمع بھی اُجالا بھی یوں ہی اپنی محفل کا — میں بھی اپنی منزل کا راہبر بھی راہی بھی

تقدیر کا شکوہ بے معنی جینا ہی تجھے منظور نہیں — آپ اپنا مقدر بن نہ سکے اتنا تو کوئی مجبور نہیں
ترے خانماں خرابوں کا نہ چمن کوئی نہ صحرا — یہ جہاں بھی بیٹھ جائیں وہیں ان کی بارگاہیں
یہ کوئے یار یہ زنداں یہ فرشِ یہ خانہ — انھیں ہم اہلِ ہمت کے نقشِ پا کہیے
ہر موڑ پہ مل جاتے ہیں ابھی فردوس وہیں کے شیدائی — تجھ کو تو ابھی کچھ اور نہیں اے عالمِ امکاں ہونا تھا
یہی جہاں ہے جہنم یہی جہاں فردوس — بتا تو عالمِ بالا کے سیر بینوں کو

(ب) تاریخی جدلیت سے ہم آہنگ آواز اجتماعی آواز بن جاتی ہے۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر — لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا
ہے یہی اک کاروبار تفتہ و مستی کہ ہم — یا زمیں پر یا سرِ افلاک ہیں چھائے ہوئے

(ج) انسانی اقتدار محنت کشوں ہی کا مرہونِ منت ہے اور وہ زندگی کی برکتوں کے مستحق بھی ہیں اور وہی ان برکتوں کو انسانی زندگی میں عام کر سکیں گے ؎

اب زمیں گائے گی ہل کے ساز پر نغمے، — وادیوں میں ناچیں گے ہر طرف ترانے سے
اہلِ دل اُگائیں گے خاک سے مہ و انجم — اب گھر سبک ہوگا جو کے ایک دانے سے
مَن چلے بنیں گے اب رنگ و لَے کے پیماں — اب سنور کے نکلے گا حسن کارخانے سے
عام ہوگا اب ہم سب پہ فیضِ خطرت کا — بھر سکیں گے اب دامن ہم بھی اس خزانے سے
ہم کہ ایک محنت کش ہیں کہ تیرگی دشمن — صبح تو عبارت ہے میرے مسکرانے سے
دستِ منعم مری محنت کا خریدار سہی — کوئی دن اور میں رسوا سرِ بازار سہی
پھر بھی کہلاؤں گا آوارہ گیسوئے بہار — میں ترا دامِ خزاں! لاکھ گرفتار سہی

(د) محنت کش طبقوں اور ان کے حامیتوں کو تاریخی جدلیت کی اس راہ میں سختیوں اور ان سے حاصل ہونے والے دکھ کو کھ کی کلاہی اور بانکپن سے جھیلنا چاہیے کہ آخری فتح انہی کی ہے اور ظلم و ستم ان کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتا۔ یہاں دکھ اور قربانی نشاط ہے اور تکالیف ہی راحت کی امین ہیں ؎

سر پہ ہوائے ظلم چلے سو جتن کے ساتھ — اپنی کلاہ کج ہے اسی بانکپن کے ساتھ
ہجومِ دہر میں بدلی نہ ہم سے وضعِ خرام — گئی کلاہ ہم اپنے جمی بانکپن میں رہے

www.urduchannel.in

سوئے مقتل کہ پئے سیرِ چمن جاتے ہیں
اہلِ دل جامِ بکف سر بکفن جاتے ہیں

روک سکتا ہمیں زندانِ بلا کیا مجروح
ہم تو آواز ہیں دیوار سے چھن جاتے ہیں

جاؤ تم اپنے بام کی خاطر ساری لویں شمعوں کی کتر لو
زخم کے مہر و ماہ سلامت بخیۂ چراغاں تم سے زیادہ

ہم بھی ہمیشہ قتل ہوئے اور تم نے بھی دیکھا دور سے لیکن
یہ نہ سمجھنا ہم کو ہوا ہے جان کا نقصاں تم سے زیادہ

جلا کے مشعلِ جاں ہم جنوں صفات چلے
جو گھر کو آگ لگائے ہمارے سات چلے

ستونِ دار پہ رکھتے چلو سروں کے چراغ
جہاں تلک یہ ستم کی سیاہ رات چلے

یہی زخمِ نئی صبح کا سرمایہ ہیں اور یہی انقلابی کی شان :

سرشکِ رنگ نہ بخشے تو کیوں ہو بارِ مژہ
لہو جب نہیں دیتا تو کیوں بدن میں رہے

دیکھ زنداں سے پرے رنگِ چمن، جوشِ بہار
رقص کرنا ہے تو پھر پاؤں کی زنجیر نہ دیکھ

وہ کون سی صبحیں ہیں جن میں بیدار نہیں افسوں تیرا
وہ کون سی کالی راتیں ہیں جو میرے نغمے میں چور نہیں

ہوئے ہیں قافلے ظلمت کی وادیوں میں رواں
چراغِ راہ کیے خوں چکاں جبینوں کے

شبِ ظلم زدۂ راہزن سے کہتا ہے کوئی مجھے
میں فراز دار سے دیکھ لوں کہیں کارواں کوئی رہ و

پھر ہم تھے جو ہم سوئے قفس بھاگ لیے یہ تو نہ تھا
ہر وقت یہ کس کو ڈھونڈتے ہیں پاؤں کے سائے زنداں میں

ہو بیعِ اثر زنجیرِ قدم پھر بھی ہیں نقشِ منزل ہم
زخموں سے چراغِ راہ گزر بیٹھے ہیں جلائے زنداں میں

اس لہجے کی جھنکار پر غور کیجیے۔ یہاں دردمندی ہے، مایوسی نام کو نہیں اور درد اور دکھ کی اس دل گداز سی سے نئی توانائیاں ڈھالنے کا عزم ہے۔ اور یہ نئی حسیت اور نئے انقلابی تفکر کے لیے شعور کو غزل کی رمزیت میں سمونے کا کمال ہے۔

غزل کو سیاسی رمزیت دینے کا یہ کام یوں تو بہت پہلے شروع ہو چکا تھا۔ اقبال سہیل اپنی غزلوں میں سیاسی رمزیت کا استعمال برتا کرتے آئے تھے۔ جگر مرادآبادی نے اپنے آخیر دور کی غزلوں میں سیاسی رمزیت کو واضح طور پر اپنایا۔ خود ترقی پسند شاعروں کی صف میں جذبی نے سیاسی رمز و ایما کو برتا۔ البتہ مجروح اور فیض کے ہاں یہ رمزیت نئی بلندیوں تک پہنچی۔ دونوں کے ہاں اس کی نوعیت مختلف ہے۔ مجروح کے ہاں یہ بے بی۔ ٹی رندیوے اور تحریکی تحریک کے دوران اُبھری اور ۱۹۶۲ء کے ہند چین مناقشے تک تقریباً ختم ہو گئی (دو چار شعر اس کے بعد بھی تو ملیں) اس دوران مجروح کو جیل جانے کا تجربہ بھی ہوا "اور سر پر ہوائے ظلم کے سو جتن کے ساتھ چلنے کا بھی" مگر فیض کے ہاں یہ تجربہ ذاتی اور انفرادی لہجہ پوری زندگی بن گیا۔ اس لیے مجروح اور فیض دونوں کے لہجے اور دونوں کی رمزیت کی نوعیت جداگانہ ہے۔ ایک تخصیص سے تعمیم کی طرف جاتا ہے اور دوسرا تعمیم سے تخصیص کی طرف۔ ایک کے لہجے میں شکوہ ہے تو دوسرے کے ہاں تڑپ اور دل بستگی۔ لہٰذا ان دونوں میں تقدیم و تاخیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دونوں کے لہجے اور دائرۂ کمال جداگانہ ہیں۔ دونوں دو الگ طرزِ فغاں کے موجد ہیں اور شاید خاتم بھی۔

مجروح کی زبان سے تقریر بول رہی تھی اور بڑے وقار اور شکوہ سے بول رہی تھی۔ تحریک کمزور ہوئی تو مجروح کا لہجہ بھی دھیما ہوا۔ بعض اشعار پھر بھی کوندے کی لپک رکھتے تھے مگر تجربے کی گہرائی اور آگہی کی ہمہ گیری اور جامعیت کا اعتماد نہ تھا۔ مجروح ماشاء اللہ آج بھی غزل کے کلاسیکی لہجے کے مزاج داں ہیں۔ اور جس طرح وہ سجا کر اور سنوار کر غزل کہتے ہیں وہ انھیں کا حصہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان کی غزل کیا آج کے دھندلکوں والے دور کو بھی حوصلہ اور اعتماد کا وہی نور بخش سکے گی جو وہ اس دور سے پہلے ازالی کرتی آئی ہے انھوں نے اس سجاوٹ اور نکھار کو تعداد تراکیب تراش کر اور نئی لفظی سے بھرپور مرقع مرتب کر کے نبھایا ہے اور عنوانِ موسم، مطلعِ امکان، تیشۂ نظر، سیلِ رنگ، مشعلِ جاں، نغمۂ آوارہ، کلۂ سنگِ گماں، نقشِ قلمات، سنگِ سفر، پیامِ طرفِ نوا، فرازِ دار، ستونِ دار، حرامِ شیشہ، نہ جانے کتنی دلفریب اور نظر نواز تراکیب مجروح کی یاد ہیں۔ ان کے آرٹ کی جھنکار اور ان کے مرقعوں کی تصویر سازی کا جائزہ مستقل مقالے کا متقاضی ہے لیکن ان تراکیب کی جاں فزائی کے پیچھے جس لہجے اور جس نظریے نے ان کی غزل کو تہہ داری اور جاں فزائی بخشی ہے وہ غزل کے نئے مزاج کی بھی آئینہ داری کرتا ہے اور مجروح کی غزل کی تاریخ ساز معنویت کی بھی۔

شمع بھی اُجالا بھی ہوں میں اپنی محفل کا
میں ہی اپنی منزل کا راہبر بھی راہی بھی

ڈاکٹر محمد حسن

بہ شکریہ "عصری ادب" دہلی

www.urduchannel.in

فردوس کے نام

☆
☆
☆
☆
☆
☆

"مرے جنوں کی مہک تیرے پیرہن میں رہے"

بہت ہی کم ہے تو خالِ رُخِ بہاراں ہے
مری نوا کو ملی ہے وہ داغ پیرہنی
ملے جو وقت نوا سنجیِ ھزاراں ہے
اِدھر بھی دیکھ تماشا ہے میری کم سخنی

www.urduchannel.in

ختمِ شورِ طوفاں تھا، دُور تھی سیاہی بھی
دَم کے دَم میں افسانہ تھی مری تباہی بھی

التفات سمجھوں یا بے رُخی کہوں اِس کو
رہ گئی خلش بن کر اُس کی کم نگاہی بھی!

اُس نظر کے اٹھنے میں اُس نظر کے جھکنے میں
نغمۂ سحر بھی ہے، آہِ صُبح گاہی بھی

یاد کر، وہ دن جس دن تیری سخت گیری پر،
اشک بھر کے اُٹھی تھی میری بے گُناہی بھی

پستیِ زمیں سے ہے رفعتِ فلک قائم
میری خستہ حالی سے تیری کجکلاہی بھی

شمع بھی اُجالا بھی میں ہی اپنی محفل کا!
میں ہی اپنی منزل کا راہبر بھی راہی بھی

گُنبدوں سے پلٹی ہے اپنی ہی صدا مجروح
مسجدوں میں کی میں نے جا کے دادخواہی بھی

www.urduchannel.in

مسرّتوں کو یہ اہلِ ہوس نہ کھو دیتے
جو ہر خوشی میں ترے غم کو بھی سمو دیتے

کہاں وہ شب کہ ترے گیسوؤں کے سائے میں
خیالِ صبح سے ہم آستیں بھگو دیتے

بہانے اور بھی ہوتے جو زندگی کے لیئے
ہم ایک بار تری آرزو بھی کھو دیتے

بچا لیا مجھے طوفاں کی موج نے ورنہ
کنارے والے سفینہ مرا ڈبو دیتے

جو دیکھتے مری نظروں پہ بندشوں کے ستم
تو یہ نظارے مری بے بسی پہ رو دیتے

کبھی تو یوں بھی امنڈتے سرشکِ غم مجروح
کہ میرے زخمِ تمنّا کے داغ دھو دیتے

www.urduchannel.in

دُور دُور مجھ سے وہ اِس طرح خراماں ہے
ہر قدم ہے نقشِ دل، ہر نگہ رگِ جاں ہے

بَن گئی ہے مستی میں دل کی بات ہنگامہ
قطرہ تھی جو ساغر میں لب تک آکے طُوفاں ہے

ہم تو پائے جاناں پر کر بھی آئے اِک سجدہ
سوچتی رہی دُنیا کُفر ہے کہ ایماں ہے

میرے شکوۂ غم سے عالمِ ندامت ہے
اُس لبِ تبسّم پر شمع سی فروزاں ہے

یہ نیازِ غمخواری، یہ شکستِ دِلداری
بس نوازشِ جاناں، دل بہت پریشاں ہے

مُنتظر ہیں پھر میرے حادثے زمانے کے
پھر مرا جُنوں تیری بزم میں غزل خواں ہے

فکر کیا اِنھیں جب تُو ساتھ ہے اَسیروں کے
اے غمِ اسیری تُو خود شکستِ زنداں ہے

www.urduchannel.in

اپنی اپنی ہمت ہے، اپنا اپنا دل مجروح
زندگی بھی ارزاں ہے موت بھی فراواں ہے

ہٹ کے رُوئے یار سے تزئینِ عالم کر گئیں
وہ نگاہیں جن کو اب تک رائگاں سمجھا تھا میں

○

دلِ سادہ نہ سمجھا، ماسوائے پاک دامانی
نگاہِ یار کہتی ہے کوئی افسانہ برسوں سے

www.urduchannel.in

یہ رُکے رُکے سے آنسو یہ دَبی دَبی سی آہیں
یُونہی کب تلک خُدایا غمِ زندگی نِباہیں

کہیں ظُلمتوں میں گھِر کر ہے تلاشِ دستِ رہبر
کہیں جگمگا اُٹھی ہیں مرے نقشِ پا سے راہیں

ترے خانماں خرابوں کا چمن کوئی نہ صحرا
یہ جہاں بھی بیٹھ جائیں وہیں اِن کی بارگاہیں

کبھی جادۂ طلب سے جو پھِرا ہُوں دِل شکستہ
تری آرزو نے ہنس کر وہیں ڈالدی ہیں باہیں

مرے عہد میں نہیں ہے یہ نشانِ سر بلندی
یہ رنگے ہُوئے عمامے یہ جُھکی جُھکی کُلاہیں

www.urduchannel.in

آہِ جاں سوز کی محرومیِ تاثیر نہ دیکھ
ہو ہی جائے گی کوئی جینے کی تدبیر نہ دیکھ

حادثے اور بھی گذرے تری الفت کے سوا
ہاں مجھے دیکھ مجھے، اب مری تصویر نہ دیکھ

یہ ذرا دُور پہ منزل، یہ اُجالا یہ سکوں
خواب کو دیکھ ابھی خواب کی تعبیر نہ دیکھ

دیکھ زنداں سے پرے رنگِ چمن، جوشِ بہار
رقص کرنا ہے تو پھر پاؤں کی زنجیر نہ دیکھ

کچھ بھی ہوں پھر بھی دُکھے دل کی صدا ہوں ناداں
میری باتوں کو سمجھ، تلخیِ تقریر نہ دیکھ

وہی مجروح، وہی شاعرِ آوارہ مزاج
کون اُٹھا ہے تری بزم سے دلگیر نہ دیکھ

www.urduchannel.in

ڈرا کے موج و تلاطم سے ہم نشینوں کو
یہی تو ہیں جو ڈبویا کیے سفینوں کو

شراب ہو ہی گئی ہے بقدرِ پیمانہ
بہ عزمِ ترک نچوڑا جب آستینوں کو

جمالِ صبح دیا، روئے نوبہار دیا
مری نگاہ بھی دیتا خدا حسینوں کو

ق

ہماری راہ میں آئے ہزار میخانے
بھلا سکے نہ مگر ہوش کے قرینوں کو

کبھی نظر بھی اٹھائی نہ سوئے بادۂ ناب
کبھی چڑھا گئے چھلکا کے آبگینوں کو

ہوئے ہیں قافلے ظلمت کی وادیوں میں رواں
چراغِ راہ کیے خوں چکاں جبینوں کو

تجھے نہ مانے کوئی تجھ کو اس سے کیا مجروح
چل اپنی راہ بھٹکنے دے نکتہ چینوں کو

www.urduchannel.in

جب ہُوا عرفاں تو غم آرامِ جاں بنتا گیا
سوزِ جاناں دل میں سوزِ دیگراں بنتا گیا

رفتہ رفتہ مُنقلب ہوتی گئی رسمِ چمن
دھیرے دھیرے نغمۂ دل بھی فُغاں بنتا گیا

مَیں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

میں تو جب جانوں کہ بھر دے ساغرِ ہر خاص و عام
یُوں تو جو آیا وہی پیرِ مُغاں بنتا گیا

جس طرف بھی چل پڑے ہم آبلہ پایانِ شوق
خار سے گُل اور گُل سے گُلستاں بنتا گیا

شرحِ غم تو مختصر ہوتی گئی اُس کے حضور
لفظ جو مُنہ سے نہ نکلا داستاں بنتا گیا

دہر میں مجروحؔ کوئی جاوداں مضموں کہاں
میں جسے چھُوتا گیا وہ جاوداں بنتا گیا

www.urduchannel.in

تقدیر کا شکوہ بے معنی، جینا ہی تجھے منظور نہیں
آپ اپنا مقدر بن نہ سکے، اتنا تو کوئی مجبور نہیں

یہ محفلِ اہلِ دل ہے یہاں، ہم سب میکش، ہم سب ساقی!
تفریق کریں انسانوں میں اس بزم کا یہ دستور نہیں

جنت بہ نگہ، تسنیم بہ لب، انداز اُس کے اے شیخ نہ پوچھ
میں جس سے محبت کرتا ہوں، انساں ہے خیالی حور نہیں

وہ کون سی صبحیں ہیں جن میں بیدار نہیں افسوں تیرا
وہ کون سی کالی راتیں ہیں جو میرے نشے میں چور نہیں

سنتے ہیں کہ کانٹے سے گل تک ہیں راہ میں لاکھوں ویرانے
کہتا ہے مگر یہ عزمِ جنوں، صحرا سے گلستاں دور نہیں

مجروح اٹھی ہے موجِ صبا، آثار لیے طوفانوں کے
ہر قطرۂ شبنم بن جائے، اک جوئے رواں کچھ دور نہیں

www.urduchannel.in

آخر غمِ جاناں کو اے دِل، بڑھ کر غمِ دَوراں ہونا تھا
اِس قطرے کو بننا تھا دَریا اِس مَوج کو طُوفاں ہونا تھا

ہر موڑ پہ مِل جاتے ہیں ابھی فردوس و جناں کے شیدائی
تجھ کو تو ابھی کچھ اور حسیں، اے عالمِ اِمکاں ہونا تھا

وہ جس کے گُدازِ محنت سے پُر نُور شبستاں ہے تیرا
اے شوخ اسی بازو پہ تری زلفوں کو پریشاں ہونا تھا

آتی ہی رہی ہے گُلشن میں اب کے بھی بہار آئی ہے تو کیا
ہے یوں کہ قفس کے گوشوں سے اعلانِ بہاراں ہونا تھا

آیا ہے ہمارے مُلک میں بھی اِک دَورِ زُلیخائی یعنی
اب وہ غمِ زنداں دیتے ہیں جن کو غمِ زنداں ہونا تھا

اب کُھل کے کہوں گا ہر غمِ دل، مجروح نہیں وہ وقت کہ جب
اشکوں میں سُنانا تھا مجھ کو، آہوں میں غزل خواں ہونا تھا

www.urduchannel.in

نگاہِ ساقیِ نامہرباں یہ کیا جانے
کہ ٹوٹ جاتے ہیں خود دِل کے ساتھ پیمانے

مِلی جب اُن سے نظر بس رہا تھا ایک جہاں
ہٹی نگاہ تو چاروں طرف تھے ویرانے

حیات لغزشِ پیہم کا نام ہے ساقی!
لبوں سے جام لگا بھی سکوں، خُدا جانے

تبسموں نے نکھارا ہے کچھ تو ساقی کے
کچھ اہلِ غم کے سنوارے ہُوئے ہیں میخانے

یہ آگ اَور نہیں، دِل کی آگ ہے ناداں
چراغ ہو کہ نہ ہو، جل بجھیں گے پروانے

فریبِ ساقیِ محفل، نہ پُوچھیے مجروح
شراب ایک ہے، بدلے ہُوئے ہیں پیمانے

www.urduchannel.in

اب اہلِ درد یہ جینے کا اہتمام کریں
اُسے بھلا کے غمِ زندگی کا نام کریں

فریب کھا کے اُن آنکھوں کا کب تلک آخر
شرابِ خام پئیں رقصِ ناتمام کریں

غمِ حیات نے آوارہ کر دیا ورنہ
تھی آرزو کہ ترے در پہ صبح و شام کریں

نہ مانگوں بادۂ گلگوں سے بھیک مستی کی
اگر ترے لبِ لعلیں مرا یہ کام کریں

نہ دیکھیں دیر و حرم سوئے رہروانِ حیات
یہ قافلے تو نہ جانے کہاں قیام کریں

ہیں اس کشاکشِ پیہم میں زندگی کے مزے
پھر ایک بار کوئی سعیِ ناتمام کریں

سکھائیں دستِ طلب کو ادائے بیباکی
پیامِ زیرِ لبی کو صلائے عام کریں

www.urduchannel.in

غلام رہ چکے، توڑیں یہ بندِ رسوائی
کچھ اپنے بازوئے محنت کا احترام کریں

زمیں کو نِل کے سنواریں مثالِ روئے نگار
رُخِ نگار سے روشن چراغِ بام کریں

پھر اُٹھ کے گرم کریں کاروبارِ زُلف و جنوں
پھر اپنے ساتھ اُسے بھی اسیرِ دام کریں

مری نگاہ میں ہے ارضِ ماسکو مجروح
وہ سرزمیں کہ ستارے جسے سلام کریں

مہ و خورشید بھی ساغر بکف ہو کر اُتر آئے
بوقتِ بادہ نوشی جب نچوڑی آستیں میں نے

وہ بعدِ عرضِ مطلب ہائے رے شوقِ جواب اپنا
کہ وہ خاموش تھے اور کتنی آوازیں سُنیں میں نے

www.urduchannel.in

دستِ مُنعِم مری محنت کا خریدار سہی
کوئی دن اور میں رُسوائے سرِ بازار سہی

پھر بھی کہلاؤں گا آوارۂ گیسوئے بہار
میں ترا دامِ خزاں لاکھ گرفتار سہی

جست کرتا ہوں تو لڑ جاتی ہے منزل سے نظر
حائلِ راہ کوئی اور بھی دیوار سہی

غیرتِ سنگ ہے ساقی یہ گلوئے تشنہ
تیرے پیمانے میں جو موج ہے تلوار سہی

میں نے دیکھی ہے اُسی میں غمِ دوراں کی جھلک
بے خبر رنگِ جہاں سے نگہِ یار سہی

اُن سے بچھڑے ہوئے مجروح زمانہ گذرا
اب بھی ہونٹوں میں وہی گرمیِ رخسار سہی

www.urduchannel.in

کوئی آتش در سبو شعلہ بہ جام آ ہی گیا
آفتاب آ ہی گیا، ماہِ تمام آ ہی گیا

محتسب! ساقی کی چشمِ نیم وا کو کیا کروں
میکدے کا در کھلا گردش میں جام آ ہی گیا

اِک ستمگر تُو کہ وجہِ صد خرابی تیرا درد
اِک بلا کش ہیں کہ تیرا درد کام آ ہی گیا

ہم قفس! صیاد کی رسمِ زباں بندی کی خیر
بے زبانوں کو بھی اندازِ کلام آ ہی گیا

آخرش مجروح کے بے رنگ روز و شب میں وہ
صبحِ عارض پر لیئے زُلفوں کی شام آ ہی گیا

www.urduchannel.in

جلوۂ گُل کا سبب دیدۂ تر ہے کہ نہیں
میری آہوں سے بہاراں کی سحر ہے کہ نہیں

راہ گُم کردہ ہُوں کچھ اُس کو خبر ہے کہ نہیں
اُس کی پلکوں پہ ستاروں کا گُذر ہے کہ نہیں

دل سے مِلتی تو ہے اِک راہ کہیں سے آکر
سوچتا ہُوں یہ تری راہ گُذر ہے کہ نہیں

تیز ہو دستِ ستم دے بھی شراب اے ساقی
تیغ گردن پہ سہی، جام سپر ہے کہ نہیں

میں جو کہتا تھا سُوا اے رہبرِ کوتاہ خرام
تیری منزل بھی مری گردِ سفر ہے کہ نہیں

اہلِ تقدیر! یہ ہے مُعجزۂ دستِ عمل
جو خزف میں نے اُٹھایا وہ گُہر ہے کہ نہیں

دیکھ کلیوں کا چٹکنا سرِ گُلشن صیاد
زمزمہ سنج مرا خونِ جگر ہے کہ نہیں

www.urduchannel.in

ہم روایات کے مُنکر نہیں، لیکن مجروح
سب کی اور سب سے جُدا اپنی ڈگر ہے کہ نہیں

مجھے نہیں کسی اُسلوبِ شاعری کی تلاش،
تری نگاہ کا جادُو مرے سُخن میں رہے

○

ترے سوا بھی کہیں تھی پناہ بھول گئے
نِکل کے ہم تری محفِل سے راہ بھول گئے

www.urduchannel.in

مجھے سہل ہو گئیں منزلیں وہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ، ہاتھ میں آگیا کہ چراغ راہ میں جل گئے

وہ لجائے میرے سوال پر کہ اُٹھا سکے نہ جھکا کے سر
اُڑی زُلف چہرے پہ اِس طرح کہ شبوں کے راز مچل گئے

وہی بات جو نہ وہ کہہ سکے، مرے شعر و نغمہ میں آگئی
وہی لب نہ میں جنھیں چھو سکا قدحِ شراب میں ڈھل گئے

وہی آستاں ہے وہی جبیں وہی اشک ہے وہی آستیں
دلِ زار تو بھی بدل کہیں کہ جہاں کے طور بدل گئے

تجھے چشمِ مست پتہ بھی ہے کہ شباب گرمیٔ بزم ہے
تجھے چشمِ مست خبر بھی ہے کہ سب آبگینے پگھل گئے

مرے کام آگئیں آخرش یہی کاوشیں یہی گردشیں!
بڑھیں اِس قدر مری منزلیں کہ قدم کے خار نکل گئے

www.urduchannel.in

جو سمجھاتے بھی آ کر واعظِ برہم تو کیا کرتے
ہم اِس دُنیا کے آگے اُس جہاں کا غم تو کیا کرتے

حرم سے میکدے تک منزلِ یک عُمر تھی ساقی!
سہارا گر نہ دیتی لغزشِ پیہم تو کیا کرتے

جو مٹی کو مزاجِ گُل عطا کر دیں وہ اے واعظ
زمیں سے دُور فکرِ جنّتِ آدم تو کیا کرتے

سوال اُن کا جواب اُن کا سکوت اُن کا خطاب اُنکا
ہم اُن کی انجمن میں سر نہ کرتے خم تو کیا کرتے

جہاں مجروح دِل کے حوصلے ٹوٹیں نگاہوں سے
وہاں کرتے بھی مرگِ شوق کا ماتم تو کیا کرتے

www.urduchannel.in

آنکل کے میداں میں دورِ رخی کے خانے سے
کام چل نہیں سکتا اب کسی بہانے سے

عہدِ انقلاب آیا، دورِ آفتاب آیا
منتظر تھیں یہ آنکھیں جس کی اک زمانے سے

اب زمین گائے گی، ہل کے ساز پر نغمے
وادیوں میں ناچیں گے ہر طرف ترانے سے

اہلِ دل اُگائیں گے خاک سے مہ و انجم
اب گہر سبک ہوگا جَو کے ایک دانے سے

منچلے بُنیں گے اب رنگ و بُو کے پیراہن
اب سنور کے نکلے گا حُسن کارخانے سے

عام ہوگا اب ہمدم، سب پہ فیضِ فطرت کا
بھر سکیں گے اب دامن ہم بھی اس خزانے سے

میں کہ ایک محنت کش، میں کہ تیرگی دشمن
صبحِ نو عبارت ہے میرے مسکرانے سے

www.urduchannel.in

خودکشی ہی راس آئی، دیکھ بدنصیبوں کو!
خود سے بھی گریزاں ہیں بھاگ کر زمانے سے

اب جنوں پہ وہ ساعت آپڑی کہ اے مجروح
آج زخمِ سر بہتر، دل پہ چوٹ کھانے سے

نظارہ ہائے دہر بہت خوب ہیں مگر
اپنا لہو بھی سرخیِ شام و سحر میں ہے

○

یہی جہاں ہے جہنم، یہی جہاں فردوس
بتاؤ عالمِ بالا کے سیر بینوں کو

www.urduchannel.in

دُشمن کی دوستی ہے اب اَہلِ وطن کے ساتھ
ہے اب خزاں چمن میں نئے پیرہَن کے ساتھ

سَر پر ہَوائے ظُلم چلے، سَو جتن کے ساتھ
اپنی کُلاہ کج ہے اُسی بانکپَن کے ساتھ

کِس نے کہا کہ ٹُوٹ گیا خنجرِ فرنگ،
سینے پہ زخمِ نو بھی ہے داغِ کُہن کے ساتھ

جھونکے جو لگ رہے ہیں نسیمِ بہار کے
جُنبش میں ہے قفس بھی اسیرِ چمن کے ساتھ

مجروح قافلے کی مرے داستاں یہ ہے
رہبر نے مِل کے لُوٹ لیا راہزن کے ساتھ

www.urduchannel.in

جنونِ دل نہ صرف اتنا کہ اک گل پیرہن تک ہے
قدو گیسو سے اپنا سلسلہ دار و رسن تک ہے

مگر اے ہم قفس کہتی ہے شوریدہ سری اپنی
یہ رسمِ قید و زنداں ایک دیوارِ کہن تک ہے

کہاں بچ کر چلی اے فصلِ گل مجھ آبلہ پا سے
مرے قدموں کی گلکاری بیاباں سے چمن تک ہے

میں کیا کیا جُرعۂ خوں پی گیا پیمانۂ دل سے
بلانوشی مری کیا اِک مئے ساغرشکن تک ہے

نہ آخر کہہ سکا اُس سے مرا حالِ دلِ سوزاں
مہِ تاباں کہ جو اُس کا شریکِ انجمن تک ہے

نوا ہے جاوداں مجروح جسمیں رُوحِ ساعت ہو
کہا کس نے مرا نغمہ زمانے کے چلن تک ہے

www.urduchannel.in

اہلِ طوفاں آؤ، دل والوں کا افسانہ کہیں
موج کو گیسو، بھنور کو چشمِ جانانہ کہیں

دار پر چڑھ کر لگائیں نعرۂ زُلفِ صنم
سب ہمیں باہوش سمجھیں چاہے دیوانہ کہیں

وہ شہِ خوباں کدھر ہے، پھر چلیں اُسکے حضور،
زندگی کو دل کہیں اور دل کو نذرانہ کہیں

تھامیں اُس بُت کی کلائی اور کہیں اِسکو جنوں
چُوم لیں مُنہ اور اِسے اندازِ رندانہ کہیں

سُرخیِ مے کم تھی میں نے چھو لیئے ساقی کے ہونٹ
سر جھکا ہے، جو بھی اب اربابِ میخانہ کہیں

تشنگی ہی تشنگی ہے کس کو کہیئے میکدہ
لب ہی لب ہم نے تو دیکھے کس کو پیمانہ کہیں

پارۂ دل ہے وطن کی سرزمیں مشکل یہ ہے
شہر کو ویراں کہیں یا دل کو ویرانہ کہیں

www.urduchannel.in

اے رُخِ زیبا بتا دے اور ابھی ہم کب تلک
تیرگی کو شمع، تنہائی کو پروانہ کہیں

آرزُو ہی رہ گئی مجروح کہتے ہم کبھی
اِک غزل ایسی جسے تصویرِ جانانہ کہیں

پاکبازی میں ہیں نورِ عارضِ لالہ رُخاں
ہیں سیہ کاری میں گُلہائے نرگسِ مستانہ ہم

www.urduchannel.in

وہ جس پہ تمھیں شمعِ سرِ رہ کا گماں ہے
وہ شعلۂ آوارۂ ہمساری ہی زباں ہے

اب ہاتھ ہمارے ہے عناں رخشِ جنوں کی
اب سر پہ ہمارے کلہِ سنگِ بتاں ہے

بس پھیر کے منہ خارِ قدم کھینچ رہے تھے
دیکھا تو نہاں قافلۂ ہمسفراں ہے

چبھتے ہی بنی خارِ صفت پائے خزاں میں
کیا کیجے بہت ہم کو غمِ لالہ رخاں ہے

کام آئے بہت لوگ سرِ مقتلِ ظلمات،
اے روشنیِ کوچۂ دلدار کہاں ہے

اے فصلِ جنوں ہم کو پئے شغلِ گریباں
پیوند ہی کافی ہے اگر جامہ گراں ہے

مجروح کہاں سے گہرِ گندم و جو لائیں،
اپنی تو گرہ میں یہی چشمِ نگراں ہے

www.urduchannel.in

مرے پیچھے یہ تو محال ہے کہ زمانہ گرمِ سفر نہ ہو
کہ نہیں ہے کوئی نقشِ پا جو چراغِ راہ گذر نہ ہو

رُخِ تیغ سے جو نہ ہو کبھی، سحر ایسی کوئی نہیں مری
نہیں ایسی ایک بھی شام جو تہِ زُلفِ دار بسر نہ ہو

مرے ہاتھ ہیں تو بنوں گا خود میں اب اپنا ساقیِ میکدہ
خمِ غیر سے تو خُدا کرے لبِ جام بھی مرا تر نہ ہو

میں ہزار شکل بدل چکا، چمنِ جہاں میں سُن اے صبا
کہ جو پھول ہے ترے ہاتھ میں، یہ مرا ہی لختِ جگر نہ ہو

جنھیں سب سمجھتے ہیں مہر و مہ نہیں صرف چند نقوشِ پا!
جسے کہتے ہیں کرۂ زمیں، فقط ایک سنگِ سفر نہ ہو

ترے پاؤں میں پہ رُکے رُکے، ترا سر فلک پہ جُھکا جُھکا
کوئی تجھ سے بھی ہے عظیم تر، یہی وہم تجھ کو مگر نہ ہو

شبِ ظُلم نرغۂ راہزن سے پُکارتا ہے کوئی مجھے
میں فرازِ دار سے دیکھ لُوں کہیں کاروانِ سحر نہ ہو

www.urduchannel.in

ہمیں شعورِ جنوں ہے کہ جس چمن میں رہے
نگاہ بن کے حسینوں کی انجمن میں رہے

تو اے بہارِ گریزاں کسی چمن میں رہے
مرے جنوں کی مہک تیرے پیرہن میں رہے

نہ ہم قفس میں رُکے مثلِ بوئے گل صیاد
نہ ہم مثالِ صبا حلقۂ رسن میں رہے

کھلے جو ہم تو کسی شوخ کی نظر میں کھلے
ہوئے گرہ تو کسی زُلف کی شکن میں رہے

سرشکِ رنگ نہ بخشے تو کیوں ہو بارِ مژہ
لہو حنا نہیں بنتا تو کیوں بدن میں رہے

ہجومِ دہر میں بدلی نہ ہم سے وضعِ خرام
گری کُلاہ، ہم اپنے ہی بانکپن میں رہے

یہ حکم ہے رہے مٹھی میں بندِ سیلِ نسیم
یہ ضد ہے بحرِ تپاں کوزۂ کہن میں رہے

www.urduchannel.in

زباں ہماری نہ سمجھا یہاں کوئی مجروح
ہم اجنبی کی طرح اپنے ہی وطن میں رہے

تری چشمِ شوخ کو کیا ہوا، نہیں ہوتی آج حریفِ دل
مرے زعمِ عشق کی خیر ہو یہ کسے نظر سے گرا دیا

شبِ انتظار کی کشمکش میں نہ پوچھ کیسے سحر ہوئی
کبھی اک چراغ بجھا دیا کبھی اک چراغ جلا دیا

www.urduchannel.in

ہم ہیں متاعِ کوچہ و بازار کی طرح
اُٹھتی ہے ہر نگاہ خریدار کی طرح

اِس کوئے تشنگی میں بہت ہے کہ ایک جام
ہاتھ آگیا ہے دولتِ بیدار کی طرح

وہ تو کہیں ہے اور مگر دل کے آس پاس
پھرتی ہے کوئی شے نگہِ یار کی طرح

سیدھی ہے راہِ شوق، پہ یُونہی کہیں کہیں
خم ہو گئی ہے گیسوئے دلدار کی طرح

بے تیشۂ نظر نہ چلو راہِ رفتگاں،
ہر نقشِ پا بلند ہے دیوار کی طرح

اب جا کے کچھ کھلا ہُنرِ ناخنِ جنوں،
زخمِ جگر ہوئے لب و رُخسار کی طرح

مجروح لکھ رہے ہیں وہ اہلِ وفا کا نام
ہم بھی کھڑے ہُوئے ہیں گنہگار کی طرح

www.urduchannel.in

سُوئے مقتل کہ پئے سیرِ چمن جاتے ہیں
اہلِ دل جام بہ کف سر بہ کفن جاتے ہیں

آ گئی فصلِ جنوں کچھ تو کرو دیوانو
ابرِ صحرا کی طرف سایہ فگن جاتے ہیں

اُس کو دیکھا نہیں تم نے کہ یہی کوچہ و راہ
شاخِ گُل شوخیِ رفتار سے بَن جاتے ہیں

وہ اگر بات نہ پُوچھے تو کریں کیا ہم بھی
آپ ہی رُوٹھتے ہیں آپ ہی مَن جاتے ہیں

بُلبُلو! اپنی نوا فیض ہے اُن آنکھوں کا
جن سے ہم سیکھنے اندازِ سُخن جاتے ہیں

جو ٹھہرتی تو ذرا چلتے صبا کے ہمراہ
یُوں بھی ہم روز کہاں سُوئے چمن جاتے ہیں

www.urduchannel.in

لُٹ گیا قافلۂ اہلِ جنوں بھی شاید
لوگ ہاتھوں میں لیے تار رسن جاتے ہیں

روک سکتا ہمیں زندانِ بلا کیا مجروح
ہم تو آواز ہیں دیوار سے چھن جاتے ہیں

چمن میں آتشِ گل پھر سے بھڑکانے بھی آئیں گے
خزاں آئی تو اب صحرا سے دیوانے بھی آئیں گے

الگ بیٹھے ہیں پھر بھی آنکھ ساقی کی پڑی ہم پر
اگر ہے تشنگی کامل تو پیمانے بھی آئیں گے

www.urduchannel.in

ہندوستان کا دروازہ
عوامی چین کی طرف
کھلتے دیکھ کر

آ ہی جائے گی سحر، مطلعِ امکاں تو کھلا
نہ سہی بابِ قفس، روزنِ زنداں تو کھلا

لے کے آئی تو صبا اُس گُلِ چینی کا پیام
وہ سہی زخم کی صورت لبِ خنداں تو کھلا

سیلِ رنگ آ ہی رہے گا، مگر اے کشتِ چمن
ضربِ موسم تو پڑی بندِ بہاراں تو کھلا

دل تلک پہنچے نہ پہنچے، مگر اے چشمِ حیات
بعد مدت کے ترا پنجۂ مژگاں تو کھلا

درد کا درد سے رشتہ ہے چلو اے مجروح
آج یاروں سے یہ اک عقدۂ آساں تو کھلا

www.urduchannel.in

چلمن کی پیہاں شکنی کے نام

دستِ پُرخوں کو کفِ دستِ نگاراں سمجھے
قتل گہ تھی جسے ہم محفلِ یاراں سمجھے

کچھ بھی دامن میں نہیں خارِ ملامت کے سوا
اے جنوں ہم بھی کسے کوئے بہاراں سمجھے

ٹوٹے دھاگے ہی سے کرتے ہیں رفو چاک جگر
کون بے چارگیِ سینہ فگاراں سمجھے

ہاں وہ بیدرد تو بیگانہ ہی اچھا یارو
جو نہ تو تیرِ غمِ درد گساراں سمجھے

خندہ زن اُس پہ رہے حلقۂ زنجیرِ جنوں
جو نہ کچھ منزلِ سلسلہ داراں سمجھے

آج سے ہم نے بھی زخموں کو تبسم جانا
رزم کو بزم گہِ لالہ عذاراں سمجھے

توڑ دیں ہم جو نہ تلوار تو کہیے مجروح
تیغ زن کیا ہنرِ زخم شعاراں سمجھے

www.urduchannel.in

ادائے طولِ سخن کیا وہ اختیار کرے
جو عرضِ حال بطرزِ نگاہِ یار کرے

بہت ہی تلخ نوا ہوں، مگر عزیزِ وطن
میں کیا کروں جو ترا درد بیقرار کرے

قدم کو فیضِ جنوں سے وہ آبلہ ہے نصیبؔ
جو خارِ راہ کو بھی شمعِ رہگذار کرے

جگائیں ہمسفروں کو، اٹھائیں پرچمِ شوق
نہ جانے کب ہو سحر، کون انتظار کرے

مثال ملتی ہے کتنوں کی اس دوانے سے
چمن سے دور جو بیٹھا غمِ بہار کرے

دیارِ جور میں رستہ ہے اک یہی ورنہ
کسے پسند ہے اے دل کہ سیرِ دار کرے

خدا کرے غمِ گیتی کا پیچ و تاب اے دوست
کچھ اور بھی تری زلفوں کو تابدار کرے

www.urduchannel.in

ستم! کہ تیغِ قلم دیں اُسے جو اے مجروح
غزل کو قتل کرے، نغمے کو شکار کرے

گُلوں سے بھی نہ ہُوا جو مرا پتہ دیتے
صبا اُڑاتی پھری خاک آشیانے کی

جفا کے ذکر پہ تم کیوں سنبھل کے بیٹھ گئے
تمہاری بات نہیں بات ہے زمانے کی

www.urduchannel.in

ہم کو جنوں کیا سکھلاتے ہو ہم تھے پریشاں تم سے زیادہ
چاک کیے ہیں ہم نے عزیزو چار گریباں تم سے زیادہ

چاکِ جگر محتاجِ رفو ہے آج تو دامن صرف لہو ہے
اک موسم تھا ہم کو رہا ہے شوقِ بہاراں تم سے زیادہ

عہدِ وفا یاروں سے نبھائیں نازِ حریفاں ہنس کے اٹھائیں
جب ہیں اَرماں تم سے سوا تھا اب ہیں پشیماں تم سے زیادہ

ہم بھی ہمیشہ قتل ہوئے اور تم نے بھی دیکھا دُور سے لیکن
یہ نہ سمجھنا ہم کو ہُوا ہے جان کا نقصاں تم سے زیادہ

جاؤ تم اپنے بام کی خاطر ساری لَویں شمعوں کی کَتر لو
زخم کے مہر و ماہ سلامت جشنِ چراغاں تم سے زیادہ

دیکھ کے اُلجھن زُلفِ دوتا کی کیسے اُلجھ پڑتے ہیں ہَوا سے
ہم سے سیکھو ہم کو ہے یارو فکرِ نگاراں تم سے زیادہ

زنجیر و دیوار ہی دیکھی تم نے تو مجروح، مگر ہم
کُوچہ کُوچہ دیکھ رہے ہیں عالمِ زنداں تم سے زیادہ

www.urduchannel.in

چمن ہے مقتلِ نغمہ اب اور کیا کہیئے
بس اِک سکوت کا عالم جسے نوا کہیئے

اسیرِ بندِ زمانہ ہُوں صاحبانِ چمن
مری طرف سے گلوں کو بہت دُعا کہیئے

یہی ہے جی میں کہ وہ رفتۂ تغافل و ناز
کہیں ملے تو وہی قصۂ وفا کہیئے

اُسے بھی کیوں نہ پھر اپنے دلِ زبُوں کی طرح
خرابِ کاکُل و آوارۂ ادا کہیئے

یہ کُوئے یار، یہ زنداں، یہ فرشِ میخانہ
اِنھیں ہم اہلِ تمنّا کے نقشِ پا کہیئے

وہ ایک بات ہے کہیئے طُلوعِ صُبحِ نشاط
کہ تابشِ بدن و شعلۂ حِنا کہیئے

وہ ایک حرف ہے کہیئے اُسے حکایتِ زُلف،
کہ شکوۂ رسن و بندشِ بلا کہیئے

www.urduchannel.in

رہے نہ آنکھ تو کیوں دیکھیے ستم کی طرف،
کٹے زبان تو کیوں حرفِ ناسزا کہیے

پکاریے کفِ قاتل کو اب معالجِ دل،
بڑھے جو ناخنِ خنجر، گرہ کشا، کہیے

پڑے جو سنگ تو کہیے اُسے نوالۂ زر
لگے جو زخم بدن پر اُسے قبا کہیے

فسانہ جبر کا یاروں کی طرح کیوں مجروح
مزہ تو جب ہے کہ جو کہیے برملا کہیے

دل کی تمنا تھی مستی میں، منزل سے بھی دُور نکلتے
اپنا بھی کوئی ساتھی ہوتا، ہم بھی بہکتے، چلتے چلتے

www.urduchannel.in

جلا کے مشعلِ جاں ہم جنوں صفات چلے
جو گھر کو آگ لگائے ہمارے سات چلے

دیارِ شام نہیں منزلِ سحر بھی نہیں
عجب نگر ہے یہاں دن چلے نہ رات چلے

ہوا اسیر کوئی ہمنوا تو دور تلک!
بپاسِ طرزِ نوا ہم بھی ساتھ سات چلے

ہمارے لب نہ سہی وہ دہانِ زخم سہی
وہیں پہونچتی ہے یارو کہیں سے بات چلے

ستونِ دار پہ رکھتے چلو سروں کے چراغ
جہاں تلک یہ ستم کی سیاہ رات چلے

بچا کے لائے ہم اے یار پھر بھی نقدِ وفا
اگرچہ لٹتے ہوئے رہزنوں کے ہات چلے

پھر آئی فصل کہ مانندِ برگِ آوارہ
ہمارے نام گلوں کے مراسلات چلے

www.urduchannel.in

قطارِ شیشہ ہے یا کاروانِ ہمسفراں
خرامِ جام ہے یا جیسے کائنات چلے

بُلا ہی بیٹھے جب اہلِ حرم تو اے مجروح
بغل میں ہم بھی لیئے اِک صنم کا ہات چلے

وہ آ رہے ہیں سنبھل سنبھل کر نظارہ بیخود فضا جواں ہے
جھکی جھکی ہیں نشیلی آنکھیں رکا رکا دورِ آسماں ہے

○

ہم ہی کعبہ ہم ہی بُت خانہ ہمی ہیں کائنات
ہو سکے تو خود کو بھی اِک بار سجدا کیجئے

www.urduchannel.in

ہوں جو سارے دست و پا ہیں خُوں میں نہلائے ہوئے
ہم بھی ہیں اے دل بہاراں کی قسم کھائے ہوئے

خَبط ہے اے ہمنشیں عقلِ حریفانِ بہار
ہے خزاں ان کی انھیں آئینہ دکھلائے ہوئے

کیا ہے ذکرِ آتش و آہن کہ غدارانِ گُل
مارتے ہیں ہاتھ انگاروں پہ گھبرائے ہوئے

زندگی کی قدر سیکھی شکریہ تیغِ ستم
ہاں ہمیں تھے کل تلک جینے سے اکتائے ہوئے

سیرِ ساحل کر چکے اے موجِ ساحل سر نہ مار
تجھ سے کیا بہلیں گے طوفانوں کے بہلائے ہوئے

ہے یہی اک کاروبارِ نغمہ و مستی کہ ہم
یا زمیں پر یا سرِ افلاک ہیں چھائے ہوئے

ساز اُٹھایا جب تو گرماتے پھرے ذرّوں کے دل
جام ہاتھ آیا تو مہر و مہ کے ہمسائے ہوئے

www.urduchannel.in

رشت و دَر بننے کو ہیں مجروح میدانِ بہار
آرہی ہے فصلِ گل پرچم کو لہرائے ہوئے

اب سوچتے ہیں لائیں گے تجھ سا کہاں سے ہم
اُٹھنے کو اُٹھ تو آئے ترے آستاں سے ہم

اشکوں میں رنگ و بُوئے چمن دُور تک ملے
جس دَم اسیر ہو کے چلے گلستاں سے ہم

www.urduchannel.in

جسدم یہ سُنا ہے صبحِ وطن محبوس فضائے زنداں میں
جیسے کہ صبا اے ہم قفسو بیتاب ہم آئے زنداں میں

ہو تیغ اثر زنجیرِ قدم، پھر بھی ہیں نقیبِ منزل ہم
زخموں سے چراغِ راہ گذر بیٹھے ہیں جلائے زنداں میں

صد چاک قبائے امن و سکوں، عُریاں ہے اہنسائی کا جنوں
کچھ خوں سے شہیدوں نے اپنے وہ گل ہیں کھلائے زنداں میں

یہ جبرِ سیاست، یہ انساں، مظلوم آہیں، مجبور فغاں
زخموں کی مہک، داغوں کا دھواں مت پوچھ فضائے زنداں میں

غیروں کی خلش، اپنوں کی لگن، سوزِ غمِ جاناں، دردِ وطن
کیا کہیے کہ ہم ہیں کس کس کو سینے سے لگائے زنداں میں

گُل بنتی ہے شاید خاکِ وطن، شاید کہ سفر کرتی ہے خزاں
خوشبوئے بہاراں ملتی ہے کچھ دن سے ہوائے زنداں میں

مُجرم تھے جو ہم سو قید ہوئے صیاد مگر اب یہ تو بتا
ہر وقت یہ کس کو ڈھونڈتے ہیں دیوار کے سائے زنداں میں

www.urduchannel.in

جسموں پہ یہ کس کا نام سیہ لکھ دیتے ہیں کوڑوں کے نشاں،
ہیں تاک میں کس کی زنجیریں، اب آنکھ لگائے زنداں میں

رفتارِ زمانہ لے جن کی، گیتی ہے گلِ نغمہ جن کا!
ہم گاتے ہیں اُن آوازوں سے آواز ملائے زنداں میں

کچھ بتا تُو ہی نشیمن کا پتہ،
میں تو اے بادِ صبا بھول گیا

www.urduchannel.in

نذرِ سوویت یونین

شمعِ زنداں، مجھے ہر گلبدنِ سُرخ ترا
میں تو دیوانہ ہوں، اے انجمنِ سُرخ ترا

ہوں میں آلودۂ خوں، پھر بھی مرا شوق تو دیکھ
اب مرے تن پہ بھی ہے پیرہنِ سُرخ ترا

تُو بھی دیکھے تو یہ اب ہو نہ سکے گا معلوم
میرے سینے میں ہے دل یا وطنِ سُرخ ترا

مقطع کے بعد

○

سیاہیاں شبِ فرقت کی ہم نفس مت پُوچھ
کسی کو یاد جو کیجے تو یاد آ نہ سکے

بڑھائی ہے جو محبت سے آج ساقی نے
یہ کانپے ہاتھ کہ ساغر بھی ہم اُٹھا نہ سکے

www.urduchannel.in

اس طرح سے کچھ رات کو ٹوٹے ہیں ستارے
جیسے وہ تری لغزشِ پا دیکھ رہے ہیں

○

نہ مٹ سکیں گی یہ تنہائیاں مگر اے دوست
جو تُو بھی ہو تو طبیعت ذرا بہل جائے

○

اللہ رے وہ عالمِ رخصت کہ دیر تک
تکتا رہا ہوں یونہی تری رہگذر کو میں
یہ شوق کامیاب یہ تم یہ فضا یہ رات
کہہ دو تو آج روک دوں بڑھ کر سحر کو میں

گو خاک نشیمن پر اب بھی ہیں گریہ کناں اربابِ چمن
جب برق تڑپ کر ٹوٹی تھی اُس وقت کا عالم کیا ہوگا

○

مجھے یہ فکر سب کی پیاس اپنی پیاس ہے ساقی
تجھے یہ ضد کہ خالی ہے مرا پیمانہ برسوں سے

www.urduchannel.in

گو رات مِری صبح کی محرم تو نہیں ہے
سورج سے ترا رنگِ حِنا کم تو نہیں ہے

کُچھ زخم ہی کھائیں چلو کُچھ گُل ہی کِھلائیں
ہر چند بہاراں کا یہ موسم تو نہیں ہے

چاہے وہ کِسی کا ہو لہُو دامنِ گُل پر
صیاد یہ کل رات کی شبنم تو نہیں ہے

اتنی بھی ہمیں بندشِ غم کب تھی گوارا
پَردے میں تِری کاکُلِ پُرخم تو نہیں ہے

اب کارگہِ دَہر میں لگتا ہے بہت دِل
اے دوست کہیں یہ بھی تِرا غم تو نہیں ہے

صحرا میں بگولا بھی ہے مجروح صبا بھی
ہم سا کوئی آوارۂ عالم تو نہیں ہے

www.urduchannel.in

بنامِ کوچۂ دلدار گل برسے کہ سنگ آئے
ہنسا ہے چاکِ پیراہن نہ کیوں چہرے پہ رنگ آئے
بچاتے پھرتے آخر کب تلک دستِ عزیزاں سے
اُنھیں کو سونپ کر ہم تو کلاہِ نام و ننگ آئے
ہنسو مت اہلِ دل اپنی سی جانو بزمِ خوباں میں
چلے آئے ادھر ہم بھی بہت جب دل سے تنگ آئے

کہاں صحنِ چمن میں بات کوئے سرفروشاں کی
اِدھر سے سادہ رو پہونچے اُدھر سے لالہ رنگ آئے
کرو مجروح تب دار و رسن کے تذکرے ہم سے
جب اُس قامت کے سائے میں تمھیں جینے کا ڈھنگ آئے

www.urduchannel.in

اس باغ میں وہ سنگ کے قابل کہا نہ جائے
جب تک کسی ثمر کو مرا دل کہا نہ جائے
شاخوں پہ نوکِ تیغ سے کیا کیا کھلے ہیں پھول
اندازِ لالہ کاری قاتل کہا نہ جائے
کس کے لہو کے رنگ ہیں یہ خارِ شوخ رنگ
کیا گل کتر گئی رہِ منزل کہا نہ جائے
باراں کے منتظر ہیں سمندر پہ تشنہ لب
احوالِ میزبانیِ ساحل کہا نہ جائے

میرے ہی سنگ و خشت سے تعمیرِ بام و در
میرے ہی گھر کو شہر میں شامل کہا نہ جائے
زنداں کھلا ہے جب سے ہوئے ہیں رہا اسیر
ہر گام ہے وہ شورِ سلاسل کہا نہ جائے
ہم اہلِ عشق میں نہیں حرفِ گنہ سے کم
وہ حرفِ شوق جو سرِ محفل کہا نہ جائے
جس ہاتھ میں ہے تیغِ جفا اس کا نام لو
مجروح سے تو سائے کو قاتل کہا نہ جائے

www.urduchannel.in

وہ تو گیا، یہ دیدۂ خونبار دیکھئے
دامن پہ رنگِ پیرہنِ یار دیکھئے

دِکھلا کے وہ تو لے بھی گیا شوخیٔ خرام
اب تک ہیں رقص میں در و دیوار دیکھئے

اُکتا کے ہم نے توڑی تھی زنجیرِ نام و ننگ
اب تک فضا میں ہے وہی جھنکار دیکھئے

سینے میں چھپ گیا ہے طلوعِ سحر کے ساتھ
اب شاخِ دل پہ وہ گلِ رخسار دیکھئے

برقِ تپیدہ، بادِ صبا، شعلہ اور ہم
ہیں کیسے کیسے اُس کے گرفتار دیکھئے

پہلے بھی تیز رَو تھے پر اُس دِلنشیں کے ساتھ
یہ چشمِ نم یہ مستیِ رفتار دیکھئے

مجروح کے لبوں سے یہ خوشبو نہ جا سکی
بخشی جو اُس نے دولتِ بیدار دیکھئے

www.urduchannel.in

داغ سے مہکی ہوئی زخموں سے لالہ پیرہن
کس قدر بڑھتی ہے شاخِ درد سے شاخِ چمن

فرشِ گل مینائے مے شمعِ سحر سازِ سخن
سب اُٹھے لیکن نہ اُٹھا میں خرابِ انجمن

مژدہ اے یارانِ تشنہ دل سے چھوٹا پھر لہو
اے شبِ تارِ عزیزاں پھر جلا داغِ کہن

سازمیں یہ شورشِ غم لائے مطرب کس طرح
اُس کی دُھن پابستۂ نَے نغمہ ہمارائے شکن

دیکھئے کب تک بلائے جاں رہے اک حرفِ شوق
دل حریصِ گفتگو اور چشمِ خوباں کم سخن

سچ تو ہے مجروح نے اُس گل سے کچھ پیماں لئے
یہ خبر لیکن کہاں سے لے اُڑا مرغِ چمن

www.urduchannel.in

خنجر کی طرح بُوئے سمن تیز بہت ہے
موسم کی ہوا اب کے جنوں خیز بہت ہے

راس آئے تو ہر سر پہ بہت چھاؤں گھنی ہے
ہاتھ آئے تو ہر شاخ ثمر ریز بہت ہے

لوگو مری گُل کاریِ وحشت کا صلہ کیا
دیوانے کو اِک حرفِ دِل آویز بہت ہے

مصلوب ہوا کوئی سرِ راہ تمنا
آوازِ جرس پچھلے پہر تیز بہت ہے

مجروح سُنے کون تری تلخ نوائی
گفتارِ عزیزاں شکر آمیز بہت ہے

www.urduchannel.in

لتا منگیشکر کے نام

مجھ سے چلتا ہے سرِ بزمِ سخن کا جادو
چاند لفظوں کے نکلتے ہیں مرے سینے سے
میں دکھاتا ہوں خیالات کے چہرے سب کو
صورتیں آتی ہیں باہر مرے آئینے سے

ہاں مگر آج مرے طرزِ بیاں کا یہ حال
اجنبی کوئی کسی بزمِ سخن میں جیسے
وہ خیالوں کے صنم اور وہ الفاظ کے چاند
بے وطن ہو گئے اپنے ہی وطن میں جیسے

پھر بھی کیا کم ہے جہاں رنگ نہ خوشبو ہے کوئی
تیرے ہونٹوں سے مہک جاتے ہیں افکار مرے
میرے لفظوں کو جو چھو لیتی ہے آواز تری
سرحدیں توڑ کے اڑ جاتے ہیں اشعار مرے

تجھ کو معلوم نہیں یا تجھے معلوم بھی ہو
وہ سیہ بخت جنھیں غم نے ستایا برسوں
ایک لمحے کو جو سن لیتے ہیں نغمہ تیرا
پھر انھیں رہتی ہے جینے کی تمنا برسوں

جس گھڑی ڈوب کے آہنگ میں تو گاتی ہے
آیتیں پڑھتی ہے سازوں کی صدا تیرے لیے
دم بدم خیر مناتے ہیں تری چنگ و رباب
سینۂ نے سے نکلتی ہے دعا تیرے لیے

نغمہ و ساز کے زیور سے رہے تیرا سنگار
ہو تری مانگ میں تیرے ہی سروں کی افشاں
تیری تانوں سے تری آنکھ میں کاجل کی لکیر
ہاتھ میں تیرے ہی گیتوں کی حنا ہو رخشاں

نوحہ سجاد ظہیر

دوستو پھینک دو اب ہاتھ سے قرطاس و قلم
ناخنِ غم سے کرو لوحِ جگر پر تحریر
نقشِ غم روزِ ازل سے ہے جو میراث اپنی
اپنا سرمایہ یہی بنتی بگڑتی تصویر
فرقِ انجم پہ نہیں دیدۂ حیراں سے کہو
ذرۂ خاک پہ لکھی ہے بشر کی تقدیر
سوجھتا ہی نہیں کچھ تو ہی بتا دیدۂ تر
ظلمتِ خاک میں غلطاں ہے کیں کی تنویر
آہ وہ ہاتھ کہاں ہے کہ اسے چوم تو لیں
جس کے اک جام سے میخانے ہوئے ہیں تعمیر
چمن دہر سے کانٹوں کی ردا اوڑھے ہوئے
کون سے دیس سدھارا وہ بہاروں کا سفیر

خاکِ رخسار پہ مل اے گلِ خورشیدِ سحر
توڑ دے اندِ شام کو اے ماہِ منیر

لے گیا دستِ اجل چھین کے دیوانوں سے
ایسا غمخوارِ جنوں روئے گی جس کو زنجیر
خامشی اس کی نسیمِ سحری تھی گویا
بیقراروں کو گھنی چھاؤں تھی اس کی تقریر
بھر گیا لالہ و گل سے جسے جانے والا
اب وہی راہگذر لگتی ہے زخموں کی لکیر
شاید آوارہ رہے اور ابھی خوابِ سحر
گردِ مژگاں ہی رہے خوابِ سحر کی تعبیر
نقشِ دیوار سے خاموش ہیں اربابِ سخن
صوت افسردہ ہے الفاظ و معانی دلگیر

اشک آلودہ ہوئی میری غزل اس کے بعد
نام نغمے کا ہوا نوحۂ سجاد ظہیر

www.urduchannel.in

یادداشت

نوحہ سجاد ظہیر

دوستو پونچھ دو اب ہاتھ سے قرطاس قلم
ناخنِ غم سے کرو لوحِ جگر پر تحریر
نقشِ غم روزِ ازل سے ہے جو میراث اپنی
اپنا سرمایہ یہی ہنستی بولتی تصویر
فرقِ اجسام پہ نہیں دیدۂ حیراں ہے کہو
ذرۂ خاک پہ لکھی ہے بشر کی تقدیر
سوجھتا ہی نہیں کچھ تو ہی بتا دیدۂ تر
ظلمتِ خاک میں غلطاں ہے کیں کی تنویر
آہ وہ ہاتھ کہاں ہے کہ اسے چوم تو لیں
جس کے اک جام سے میخانے ہوئے ہیں تعمیر
چمن دہر کے کانٹوں کی ردا اوڑھے ہوئے
کون سے دیس سدھارا وہ بہاروں کا سفیر

خاکِ رخسار پہ تو اے شفقِ خورشیدِ سحر
توڑ دے آ کے شبِ شام کو اے ماہِ منیر

لے گیا دستِ اجل چھین کے دیوانوں سے
ایسا غمخوارِ جنوں روئے گی جس کو زنجیر
خامشی اس کی نسیمِ سحری تھی گویا
بیقراروں کو گھنی چھاؤں تھی اس کی تقریر
بھر گیا لالہ و گل سے جسے جانے والا
اب وہی راہگذر تکتی ہے زخموں کی لکیر
شاید آوارہ رکھے اور ابھی خوابِ سحر
گردِ مژگاں ہی رہے خوابِ سحر کی تعبیر
نقشِ دیوار سے خاموش ہیں ارباب سخن
صوت افسردہ ہے الفاظ و معانی دلگیر

اشک آلودہ ہوئی میری غزل اس کے بعد
نام لینے کا ہوا نوحۂ سجاد ظہیر